تفسير احمد

سُورَةُ النَّاسِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الناس» کا تفسیر و ترجمه

تصنيف: امين الدين « سعيدي - سعيد افغانى»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورة الناس

جزء (30)

سورۃ الناس مکہ میں نازل ہوئی،اس کی چھ(۶)آیتیں ہیں۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کو اس لیے" سورۃ الناس" کہا جاتا ہے کہ آیت مبارکہ : "قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ"سے اس کا آغاز ہوا ہے،اس کے علاوہ اس میں لفظ "ناس" پانچ (۵)مرتبہ دہرایا گیا ہے۔

سورۃ الناس کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورہ "ناس" مکی سورتوں میں سے ایک ہے، اس کا ایک(۱) رکوع، چھ(۶) آیتیں، بیس(۲۰)الفاظ، اکیاسی(۸۱)حروف اور پچیس(۲۵)نقطے ہیں۔
(یادر ہے کہ سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، اس کی تفصیل کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)
قرآن شریف میں ترتیب کے لحاظ سے سورۃ الناس قرآن کریم کی آخری سورت ہے، اور قرآن کی ترتیب سورہ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے،جس میں اللہ تعالٰی کا شکر،حمد ثناء اور مدد طلب کرنا شامل ہے، جبکہ معوذتین میں مدد طلب کرنا اور اللہ تعالٰی سے پناہ مانگنا ہے بیان ہواہے ۔
متعدد مفسرین نے سورۃ "الناس اور فلق" کو معوذتین کا نام دیا ہے، جیسا کہ دونوں سورتوں کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں سورتوں کی بحث ایک ہی ہے کہ دونوں میں شر سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے، اگر ہم سورت کے مندرجات پر تھوڑی سے توجہ دیں تو ہمیں واضح طور پر معلوم ہوگا کہ سورۃ الناس سورۃ الفلق کی تفسیر ہے،سورۃ الفلق میں گرہوں پر پھونکنے والوں کے بارے میں بحث کی گئی ہے، جبکہ سورۃ الناس ان کے بارے میں ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔
دنیا کی آفات سے پناہ مانگنے کا ذکر سورۃ الفلق میں ہے، اور سورۃ الناس میں آخرت کی آفات سے پناہ مانگنے کی تاکید کی گئی ہے، سورۃ الفلق میں لفظ"شر" کا مفہوم بیان ہوا ہے،جس میں مصائب اور اسباب کا ذکر ہے،سورۃ الناس میں ایسی چیز سے پناہ مانگی گئی ہے جو تمام گناہوں کا سبب ہے،یعنی شیطان کے وسوسے اور اس کے اثرات ، چونکہ آخرت کا

(c) ketabton.com: The Digital Library

نقصان زیادہ سخت ہے، چنانچہ اسی پر تاکید کرتے ہوئے اس سورت پر قرآن کریم کا اختتام ہوا۔

سورہ الناس کی آیات کی مجموعی تقسیم

پہلی آیت سے تیسری آیت تک، انسان کا اللہ تعالٰی کی پناہ مانگنے کا اظہار ہے ،سورت کی آیت" ۴ "سے آخر تک یعنی آیت" ۶ " تک ان برائیوں کا بیان ہے جن سے بچنے کے لیے لازم ہے کہ انسان اللہ تعالٰی کی پناہ مانگے، وہ شرور اور برائیاں جو دو گروہوں یعنی: انسانوں اور جنوں کی طرف سے ظاہر ہوتی ہیں،سورہ فلق میں جن برائیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ عام تھیں،لیکن یہاں انسانوں اور جنوں کے دو گروہ سے یہ صادر ہوتی ہیں۔

سورۃ الناس کا عمومی خلاصہ

اس سورت کا مجموعی خلاصہ ایک حقیقی اصول کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ: ہوشیار اور بیدار رہو کہ انسان ہمیشہ شیطانی فتنوں کا شکار رہتا ہے، اور شیاطین جن و انس مسلسل دل میں اثر ڈالنے اور گھسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، انسان کا مقام علمی لحاظ سے جتنا اونچا ہوگا اور معاشرے میں اس کی حیثیت جتنی زیادہ ہوگی، اسے راہ راست سے ہٹانے کے لیے شیطانی وسوسے اتنے ہی زیادہ شدید ہوں گے۔

لہٰذا اس سورت میں پیغمبرﷺ کو عالم انسانی کے لیے مثال، رہبر اور رہنما کے طور پر تمام فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیاگیاہے ۔

پناہ مانگنی چایے وسوسے ڈالنے خناس کے شر سے"اَلَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ"اس اللہ کی جو لوگوں کا پروردگار اور معبود ہے۔

اس دور میں شیطان کا تحرک اور منصوبہ بندی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی سرگرمیاں اور منصوبے خفیہ طور پر انجام دیتا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شیطان انسان کے کانوں میں باتیں ڈالتا ہے اور اس کے دماغ میں ایسے خیالات پیدا کرتا ہے کہ آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کا اپنا منصوبہ اور نظریہ ہے اور اس کے اندر سے جوش مارا ہے، اور یہی فتنہ اور گمراہی کا باعث بنتا ہے رہنمائی کی آڑ میں۔

انسان کو چاہیے کہ شیاطین کو اپنی طرح اپنے لباس میں دیکھنے کی امید نہ رکھے، بلکہ وہ لوگوں پر غلبہ پانے کےلیے ہمیشہ حق اور باطل کو خلط ملط کردیتے ہیں، لہٰذا سورہ الناس کی عمومی بحث کا ایک حصہ انسان کی تعلیم و تربیت ہے، کہ یہ سورہ انسان کو یہ سکھاتی ہے کہ: انسان ہمیشہ شیطانی وسوسوں کا شکار رہتا ہے، اور شیاطین جن و انس انسان

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے دل و جان میں گھر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ، انسان کو زندگی بھر چوکنا اور بیدار رہنا چاہیے، اور کبھی بھی شیطان سے لڑنے کا طریقہ نہیں بھولنا چاہیے۔
علماء کہتے ہیں کہ شیطان کا عمومی مقصد لوگوں کو راہ راست سے ہٹانا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سُورَةُ النَّاسِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (1) مَلِكِ النَّاسِ (2) إِلَٰهِ النَّاسِ (3) مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِى يُوَسْوِسُ فِى صُدُورِ النَّاسِ (5) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (6)

سورة الناس کا ترجمه

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	شروع کرتاھوں الله کے نام سے جوبڑا مھربان نهایت رحم والاھے
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾	کھو که میں لوگوں کے پروردگار کی پناه مانگتا ہوں
مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾	لوگوں کے بادشاه کی
اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾	لوگوں کے معبود کی
مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾	اس وسوسه ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے
الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾	جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے
مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾	(خواه وه)جنات سے(ہو) یا انسانوں سے

لغات اور اصطلاحات کی تشریح

"الناس":لوگ،"ملک" سردار اور رہنما، حاکم، اختیار کا مالک،"اله" معبود،حاکم ، وه جو دلوں پر حاوی ہے،"الوسواس" وسوسه ڈالنے والا، موسوس،"الخناس"(تکویر:١٠ - الخنس)

"یوسوس": وسوسه ڈالتا ہے، وه آہسته اور نرمی سے بولتا ہے،"الجنة":جنوں کا گروه.

محترم قارئین

اس بابرکت سوره میں شیاطین، جنوں اور انسانوں کے شر سے الله تعالٰی کی پناه مانگی گئی ہے، امام احمد نسائی اور ابن حبان نے ابوذر ؓ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے کہا:میں رسول الله ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ، آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، فرمایا: ابوذر کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور نماز پڑھو، اس کے بعد میں نے نماز پڑھی اور آکر بیٹھ گیا،رسول الله ﷺ نے فرمایا: یا اباذر، تعوذ بالله من شر

(c) ketabton.com: The Digital Library

شیاطین الإنس والجن"،"اے ابوذر!انسان اور جن شیاطین کے شر سے خدا کی پناہ مانگو" میں نے عرض کیا :یا رسول اللہ!کیا انسان شیاطین بھی ہوتے ہیں، آپﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔

سورۃ الناس کی تفسیر

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ○	کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں

آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے رب کی، مالک کی اور لوگوں کے (حقیقی)حاکم کی پناہ مانگتا ہوں،کہو اے نبی! میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی، میں التجا کرتا ہوں اور بھروسہ کرتا ہوں،کیونکہ اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ پناہ مانگی جائے اور التجا کی جائے لفظ"قل" میں مخاطب نبی کریمﷺ ہے جو کہ پیشیوا اور مثال ہے، اور اس مبارک اور اعلی درجے کی قدوہ کی پیروی کرتے ہوئے تمام مؤمنوں کو یہ کہنا چاہیے اور ایسی پناہ میں جانا چاہیے،مفسر شیخ ناصر االدین عبداللہ بیضاوی کہتے ہیں: پچھلی سورت میں اللہ تعالٰی کی پناہ مانگنا جسمانی نقصان سے تھا، جبکہ اس سورت میں اس کی پناہ ان نقصانات سے ہے جو انسانی روحوں پر آتے ہیں، اور خاص کر بشر کے لیے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن عظیم میں لفظ "قل" (۳۰۰)سے زیادہ مرتبہ آیا ہے، جن میں سے اکثر اللہ تعالٰی کے نبی ﷺ کو مخالفین یا موافقین کے جواب میں حکم ہے، مفسرین کہتے ہیں: اگر چہ اللہ تعالٰی تمام مخلوقات کا رب ہے،لیکن انسان کی تعظیم کے طور پر اسے خاص طور پر ذکر کیا ہے،کیونکہ اس نے کائنات کی تمام مخلوقات کو انسان کے لیے مسخر کیا ہے اور ان کو حکمت و علم سے آراستہ کیا، اپنے مقدس فرشتوں کو اس کے سامنے سجدہ ریز کیا، پس وہ خدا کی سب سے افضل مخلوق ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ: "قل" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نبی ﷺ وحی کے امین ہیں، اور اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔ اس کے علاوہ لفظ"قل"سے معلوم ہوتا ہے کہ خطرات اتنے شدید ہیں کہ اللہ تعالٰی اپنے نبی کو پناہ لینے کا حکم دیتا ہے، اور" قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ "کے جملے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی مدد کے بغیر برائی کا مقابلہ ممکن نہیں، آیت مبارکہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" کا مواد اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ؛ گنہگاروں کو اپنی زندگی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالٰی سب کا رب ہے نہ کہ صرف اہل ایمان کا۔

اس کے علاوہ یہ جملہ: "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ " ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ جب

(c) ketabton.com: The Digital Library

نبی اللہ تعالٰی کی پناہ لیتے ہیں تو ہمارا فرض صاف ظاہر ہے،واضح ہے کہ: انسان خود خدا کی تربیت کے تابع ہوکر ،"برب الناس"اس کی سلطنت اور حکومت قبول کرے۔
یہ بھی جان لو کہ: کافر لوگ اپنی طاقت، آبادی،قومیت یا اپنی دولت میں پناہ لے کر فخر محسوس کرتے ہیں، لیکن جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں وہ ہمیشہ اپنے عظیم رب جو مالک ، خدا اور بادشاہ ہے کی پناہ میں رہتے ہیں۔

مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾	لوگوں کے بادشاہ کی

اور میں پناہ مانگتا ہو لوگوں کے"بادشاہ" کی،یعنی: اس ہستی کی جس کی کامل بادشاہت ہے،مکمل حاکمیت، بے مثال اور لا محدود غلبہ ہے، وہ حکمرانوں سمیت تمام مخلوقات کا مالک ہے، اور ان پر مکمل مالکیت رکھتا ہے، وہ ان پر حکومت کرتا ہے ، اور ان کے کاموں کا انتظام کرتا ہے، عزت و ذلت اس کے ہاتھ میں ہے، اور وہی فقر اور بے نیازی دیتا ہے۔

اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾	لوگوں کے معبود کی

"اور میں لوگوں کے معبود کی پناہ مانگتا ہوں، اور چونکہ مالک (حاکم)کبھی معبود ہوتا ہے اور کبھی نہیں، اس لیے خدا تعالٰی نے اس آیت میں واضح کردیا کہ الوہیت اور معبودیت اسی کا خاصہ ہے، اس کے ساتھ کوئی بھی شراکت نہیں رکھتا،"اِلٰهِ النَّاسِ": انسان کی عزت کے اظہار کے لیے اور اس کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے خدائے انسانیت نے تین بار "الناس" کو دہرایا ہے، صرف ضمیر پر اکتفاہ نہیں کیا ہے، اور اسے دہرانا اچھا ہے۔
مفسر ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں: یہ تین صفات رب ذوالجلال کی صفات میں سے ہیں: "ربوبیب"، "مالکیت"، "الوھیت" پس خدا تعالٰی تمام چیزوں کا مالک اور شہنشاہ ہے، تمام چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، اسی کی ملکیت میں ہیں، اس لحاظ سے پناہ مانگنے والے کو حکم دیتا ہے کہ ایسی ہستی کی پناہ مانگے جس میں یہ تین صفات ہوں(مختصر:۳/۶۹۶)
توجہ فرمائیں: سب سے پہلی چیز جو انسان کو محسوس ہوئی ہے وہ اس کی نشونما ،تکمیل اور پرورش ہے، "بِرَبِّ النَّاسِ " سیا ست، منصوبہ بندی اور حکومت کے بعد،"مَلِكِ النَّاسِ" جیسے ہی اس کی نشونما میں اضافہ ہوتا ہے پھر عبادت اور پرستش ہے، اور"اِلٰهِ النَّاسِ " کا جملہ ہمیں یہ سکھاتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے کہ انسان کو کسی ایسی ذات کی پناہ لینی چاہیے جو اندر کے رازوں اور آزمائشوں کو جانتا ہو،" يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ○۱۹ "(سورہ غافر:۱۹)

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو(باتیں)سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی)

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ۝ الْخَنَّاسِ○۴	اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے

میں اس کی پناہ لیتا ہوں جس کا ذکر کیا گیا ہے،"وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے کہ شیطان"خناس" ہے،"خناس"(خنوس)سے بمعنی چھپ جانا اور پیچھے ہٹنا ہے، شیطان خود بھی مخفی ہے اور اس کا کام بھی خفیہ ہے،اگر اس کا فتنہ اور وسوسہ ظاہر ہو تو لوگوں پر غالب نہیں ہوسکتاتھا،لیکن وہ خوبصورت انداز میں ظاہر ہوجاتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے دل پر نگاہ رکھتا ہے ، جب انسان اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے، اور جب انسان اللہ کو بھول جاتا ہے تو شیطان اس کا دل پکڑ لیتا ہے، اور اس میں وسوسے ڈالتا ہے۔(حافظ موصلی سے روایت ہے)

اب جبکہ شیطان خناس ہے، اپنے شیطانی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ اس قدر آتا جاتا ہے کہ جب تک کہ اس کا منصوبہ کامیاب نہ ہوجائے، اس لیے ہمیں بھی اپنی زندگی میں اللہ کو بہت یاد کرنا چاہیے۔

قرآن عظیم میں انسان پر کئی بار تنقید کی گئی ہے،اور جیسے ہی اس سے خطرات دور ہوجاتے ہیں تو اس کی حالت ایسی ہوجاتی ہے کہ گویا وہ ہمیں جانتا ہی نہیں ،قرآن عظیم سورہ (یونس:۱۱) میں فرماتا ہے: "وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ۔ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ○۱۱"

ترجمہ: "اور اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں، تو ان کی (عمرکی) میعاد پوری ہوچکی ہوتی، سوان لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکے رہیں" ۔

اس مبارک آیت کے مفہوم کی طرح سورہ کہف میں آیت "۵۸" اور سورہ فاطر کی آیت"۴۵" میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالٰی جلدی لوگوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

کو ان کے اعمال کی سزا دے گا تو وہ سب ہلاک ہوجائیں گے، اختیار جو کہ فرض کی بنیاد ہے، وہ ختم ہوجائے گا اور اطاعت ایک ہنگامی پہلو اختیار کرے گی۔

ممکن ہے کہ "اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ" کا معنی یہ ہو کہ خدا کی سنت نیکی پہنچانے میں تیز رفتاری سے اور شر پہنچانے میں مہلت کے ساتھ ہو،اور اس جملے کا معنی یہ ہو کہ خدا تعالی خیر پہنچانے میں جلدی کرتا ہے۔

جب کہ وہ"بِرَبِّ النَّاسِ" لوگوں کا رب ہے تو ہمیں دوسروں کے تربیتی طریقوں کو نہیں اپنا نا چاہیے، اب جب کہ وہ "مَلِكِ النَّاسِ"لوگوں کا بادشاہ ہے، تو ہم خود کو دوسروں کا غلام نہ بنائیں، اور جب وہ"اِلٰهِ النَّاسِ"لوگوں کا معبود ہے، توہمیں چاہیے کہ ہم اس کے علاوہ کسی سے وابستہ نہ ہوں، یہ سوچ اور ایمان فتنوں سے بہترین پناہ کا ذریعہ ہے۔

وہ جو لوگوں کے سینے،دل اور روح میں وسوسہ ڈالتا ہے وہ انسانوں سمیت جنوں اور شیاطین میں سے ہو سکتا ہے، ہاں، امیدیں اور وعدے، آج اور کل کرتے رہنا فتنے کے طریقوں میں سے ہیں۔

"الوسواس":وسوسے سے مراد:پوشیدہ،آہستہ اور دھیمی آواز ہے،امام قرطبی نے کہا:شیطان کا وسوسہ یہ ہے کہ لوگوں کو خفیہ باتوں سے اپنی اطاعت پر آمادہ کرتا ہے،ایسا وسوسہ کہ آواز سنے بغیر دل تک پہنچ جاتا ہے۔(تفسیر قرطبی:۲۰/۶۲۳)۔

"الخناس":خناس،خنوس کے مادہ سے ہے، جنوں اور انسانوں سے پیدا ہوتا ہے، انسانوں کو دھوکہ دینے اور سازش کرنے کے لیے آجاتا ہے، کہ اگر اللہ تعالی انسانوں کا مددگار نہ ہو تو انہیں تباہ کر کے آزمائش میں ڈال دے گا، اگر کوئی شخص خدا کو مدد کے لیے پکارتا ہے تو شیطان خناس فورًا بھاگ جاتا ہے، اور خود کو ایک اور موقع کے لیے تیار کرتا ہے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ: "وسواس" یعنی: وسوسہ کرنے والا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ فتنے کی حالت میں رہتا ہے، وہ نہ تھکتا ہے اور نہ ہی سست ہوتا ہے، جسے کہتے ہیں: وہ انتھک ہے، اور "خناس" یعنی: وہ دشمن جو اسے پیچھے ہٹاتے ہو وہ چھپتا دکھائی دیتا ہے، اور جب آپ یہ خیال کرتے ہو کہ وہ چھپا ہوا ہے، وہ دوبارہ آتا ہے، جیسے آپ کسی کو ایک دروازے سے نکالتے ہو تو وہ دوسرے دروازے سے تمہارے پاس واپس آجاتا ہے، چونکہ"خناس" کے اصل معنی: جمع ہونا اور پیچھے ہٹنا ہے، یہ اس سے کنایہ ہے کہ جب تم اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہو اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

تم اللہ کا نام لیتے ہو، اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہو، تو شیطان بھاگ جاتا ہے، جب لمحہ بھر کے لیے لاپرواہی اور غفلت برتتے ہو تو شیطان دوبارہ ظاہر ہوتا ہے، درحقیقت وہ مسلسل غائب اور حاضر رہتا ہے، داخل ہوتا اور نکلتا ہے، پیچھے ہٹتا اور حملہ کرتا ہے، لہٰ ا شیطان کے لیے"خناس" عموما چھپانے کے معنی میں آتا ہے، درحقیقت وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ کہو، میں شیطان کے فتنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، جو خدا کے نام سے بھاگتا ہے اور چھپ جاتا ہے، شیاطین ہمیشہ لوگوں کی لاپرواہی کا فائدہ اٹھاتے ہیں، جیسے ہی انسان غافل ہو جا تا ہے وہ حاضر ہوجاتے ہیں، اور جیسے ہی انسان چوکنا ہوجاتا ہے اللہ کی پناہ لیتا ہے اور آیات الٰہی کو یاد کرتا ہے، تو وہ غائب ہوجاتے ہیں،کیونکہ وہ حضور الٰہی کے ساتھ زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتے ۔
لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ خود کو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ جوڑے رکھے اور فریب کا روں اور چالوں کے مقابلے میں ضروری سہولتوں کے ساتھ ہمہ وقت تیار رکھے غافل نہ رہے اور بیدار رہے،تاکہ فتنہ انگیزوں کی چال میں نہ پھنس جائے، ورنہ یہ مخلوق یا نا پاک مخلوقات کے ذریعہ یا خاص طور پر انسان صفت وسوسہ ڈالنے والوں کے ساتھ حملہ کرکے اسے تباہ کردےگی۔
"خناس"دھوکے باز جھوٹا دوست اور ساتھی، بے وفا غدار دوست، زمانے کے خونخوار،ظلم کی طرف رہنمائی کرنے والا، بدعنوان اور بد معاشوں کا کام ہے جو مختلف طریقوں سے لوگوں کو تکلیف پہنچاتے اور دھوکہ دیتے ہیں، اور چالیں، جھوٹ، شعبدہ بازی، فریب، مکر اور بیہودہ باتوں اور طرح طرح کے سماجی، مالی، انسانی، نسلی،قومی اور مذہبی حقوق کو روند دیتے ہیں، اور وقت کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ جھوٹ اور فتنوں کی چھتری تلے سب کچھ برباد کردیتے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے دل میں دو گھر ہوتے ہیں، ایک میں فرشتہ اور دوسرے میں شیطان رہتا ہے(فرشتے اسے اچھے کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، اور شیطان برے کام کی) چنانچہ جب بھی بندہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے، شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جیسے ہی اللہ کے ذکر سے غفلت برتتا ہے تو وہ انسان کے دل پر قبضہ کرکے اس میں برے وسوسے ڈال دیتا ہے(رواہ ابویعلی عن انس مرفوعۃ،مظہری)

الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ○	جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے

(c) ketabton.com: The Digital Library

لفظ"وسواس" کا آیت مبارکہ میں بمعنی موجود اور وسوسہ ڈالنے والے کے ہے، وسوسہ ، خطرات اور ناجائز خیالات کے معنی میں بھی ہے، لیکن یہاں پر وسوسہ ڈالنے والے کے معنی میں ہے۔
با وجود اس کے کہ وہ کہتا ہے: "مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ۬ ۙ الۡخَنَّاسِ" یہ شیطان کے کام کے بارے میں کہتا ہے، اس کی تاکید اگلی آیت میں کی گئی"الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ"، اور "یوسوس"فعل مضارع ہے۔
فعل مضارع عمل کے تسلسل اور اسمرار کے لیے آتا ہے، مطلب یہ کہ وہ ہر وقت انسانوں کے وسوسے میں مشغول رہتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں گھس جاتا ہے،یعنی:ممکن ہے کہ ظاہری طور پر آپ اسے نہ دیکھ سکیں، اور اس کی موجودگی کو جسمانی طور پر محسوس نہ کریں،لیکن وہ انسانوں کے اندر اپنے فتنوں اور کج رویوں میں مصروف رہتا ہے، یا د رہے کہ"الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ" کے جملے میں مذکور تسلط کی یہ شکل انسانی سینے پر ایسی نہیں ہے کہ اس سے فرار کی کوئی صورت نہ ہو،کیونکہ قرآن کریم سورہ اعراف کی آیت ۲۰۱ میں ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰۤـئِفٌ مِّنَ الشَّيۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ‌ۚ ۲۰۱" ترجمہ: "جو لوگ پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں"
یہاں یہ حقیقت جان لینی چاہیے کہ وسوسہ برے عمل کا نقطہ آغاز ہے، اور جب یہ کسی غافل یا خالی الذہن شخص کو متاثر کرتا ہے تو پہلے اس کے دل میں ایک بری خواہش پیدا کرتا ہے، مزید وسوسہ ڈالنے کے بعد اس خواہش کو بری نیت اور اور ارادہ میں تبدیل کرتا ہے، پھر جب وسوسہ مزید بڑھ جاتا ہے، تو وہ ارادہ اور نیت ایک پختہ عزم میں بدل جاتا ہے، اور پھر آخری مرحلہ برا عمل ہے، اس لحاظ سے وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے خدا کی پناہ لینے کا مفہوم اور تصور یہ ہے کہ عظیم المرتبہ خدا برائی کو اس کے آغاز میں ہی مٹا دیتا ہے۔

مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۶	(خواہ وہ)جنات سے(ہو) یا انسانوں سے

اس آیت مبارکہ میں وسواس کا بیان ہے،یعنی: وسوسہ ڈالنے والا کبھی جنوں میں سے ہوتا ہے، اور کبھی انسانوں میں سے،شیطان جن (جیسا کہ ذکر ہوا) لوگوں کے دل، دماغ میں وسوسہ ڈالتا ہے،لیکن انسی شیطان کا

(c) ketabton.com: The Digital Library

وسوسہ لوگوں کے دلوں میں ایسا ہوتا ہے کہ وہ انسان کے سامنے خود کو ایک مشفق اور نصیحت کرنے والے کی صورت میں پیش کرتا ہے،اس کی باتیں خیر خواہی اور نصیحت کی صورت میں ہوتی ہیں، وہی بات انسان کے دل میں اترتی ہے جسے جنی شیطان اپنے وسوسے سے اس کے دل میں ڈالتا ہے، ایک قول کے مطابق : ابلیس جس طرح انسانوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اسی طرح جنوں میں بھی وسوسہ ڈالتا ہے، "مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ " کا عمومی نتیجہ اور فہم یہ ہے کہ خدا نے اپنے رسول کو جنی اور انسی شیاطین سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شیطان جنی کا تو وسوسہ ڈالنا واضح ہے، کہ وہ خفیہ طور پر انسان کے دل میں باتیں ڈال دیتا ہے،لیکن شیاطین الانس تو ظاہرا سامنے آکر باتیں کرتا ہے، اس کا وسوسہ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان الانس بھی سامنے زیادہ بولتے ہیں ، جس سے سننے والے کے دل میں شک و تردد پیدا ہوتا ہے وہ صراحت کے ساتھ نہیں کہتے .

شیخ عزالدین بن عبدالسلام اپنی کتاب "الفوائد فی مشکلات القرآن" میں کہتے ہیں: شیاطین الانس کے وسوسہ سے مراد خود انسانی نفس کا وسوسہ ہے، کیونکہ جس طرح شیطان انسان کے دل میں برے کام کرنے کی خواہش ڈالتا ہے، اسی طرح انسان کا نفس بھی برے کاموں کی طرف مائل ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے نفس کے شر سے پناہ مانگیں، حدیث میں یہ ہے کہ : " اللهم انی اعوذبك من شر نفسي و شر الشيطان و شركه "یعنی: "اے اللہ!میں اپنے نفس کے شر،شیطان اوراس کے شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں".

ہم یہاں اضافہ کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات کے مطابق ابلیس جنوں کے خاندان سے ہے اور جنات ایک ایسی مخلوق ہے جو ہمارے حواس سے پوشیدہ ہے.

اس لیے شیطان ایک جن ہے، اور یہ کہ شیطان کے سپاہی جنات ہیں یہ ایک فطری مسئلہ ہے، جب کہ اس مبارک سورت میں خدائے بزرگ و برتر ہم سے اس قسم کے شیطان کے بارے میں بات کررہا ہے جو انسانی جنس میں سے ہے، فرماتا ہے: "مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ " اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شیطان کے قابو میں آجائے تو وہ درحقیقت شیطانوں میں سے ایک شیطان ہوجائے گا، اب شیطان کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کے سپاہی اس کی اپنی جنس کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوں یا جنات کی جنس سے، گویا اس کے پاس جنوں کا لشکر ہے، یا یہاں تک کہ وہ کچھ لوگوں کو اپنے راستے میں لاسکتا ہے، اور انہیں خلفشار کے طور پر استعمال کرسکتا ہے، چنانچہ ہمیں اپنے ارد گرد کے انحرافی عوامل اور خلفشار سے پناہ مانگنی چاہیے چاہے وہ ہماری اپنی ذات سے ہوں یا ایسی مخلوقات کی شکل میں جنہیں ہم نہیں دیکھ سکتے، لیکن ان کے وسوسوں کو اپنی روح میں محسوس کرتے ہیں۔

شیطان کو انسان پر مسلط کرنے کی وجہ

مفسرین اپنی تفسیر وں میں شیطان کو انسان پر مسلط کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اللہ کی طرف سے شیطان کو انسان پر مسلط کرنا اس لیے ہے کہ لوگ اس کے ساتھ مقابلہ کریں، اور آزمائے جائیں،لیکن وہ لوگ جن کو اللہ تعالٰی نے اپنی پناہ دی ہے، وہ شیطان کے شرسے محفوظ ہیں،جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: "وہ شخص تم میں سے نہیں ہے جس کا ساتھی اور ہمنشین شیاطین میں سے متعین کیا گیا ہو،صحابہ نے عرض کیا: کیا آپ بھی یا رسول اللہ؟ آپﷺ نے فرمایا: ہاں!حتی کہ میں بھی،لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحان و تعالٰی نے مجھے میرے ساتھی شیطان پر غالب کیا ہے، چنانچہ وہ شیطان میرے تابع (یا مسلمان ہوگیا ہے) اس لیے وہ مجھے خیر کے سوا کوئی حکم نہیں دیتا۔

حضرت انسؓ سے مروی حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ: رسول اللہﷺ مسجد میں متعکف تھے کہ رات کے وقت صفیہ ام المؤمنین آپﷺ سے ملاقات کے لیے تشریف لائیں، اور آپﷺ ان کے ساتھ مسجد سے باہر تشریف لے گئے تا کہ انہیں گھر تک لے جائیں، اسی دوران انصار میں سے دو آدمی آپﷺ کے پاس سے گذرے، جب انہوں نے رسول اللہﷺ کو دیکھا تو تیز چلنے لگے تاکہ جلدی گذر جائیں، تو آپﷺ نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا:ٹھہر جاؤ!یہ عورت جو میرے ساتھ ہے،صفیہ حیی کی بیٹی اور میری بیوی ہے"۔

ان دونوں نے کہا:سبحان اللہ، یا رسول اللہ! کیا ہم نے آپﷺ کے بارے برا گمان کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " إن الشيطان يجرى من ابن آدم مجرى الدم و إنى خشيت أن يقذف فى قلوبكما شيئاً.أو قال.شرا " ترجمہ: "شیطان ابن آدم (انسان) کے بدن میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون رگوں میں گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کچھ (یا کہا: کوئی شر) نہ ڈال دے"

(c) ketabton.com: The Digital Library

نیز حدیث شریف میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:بے شک شیطان ابن آدم کے دل پر اپنا لگام لگا رکھتا ہے، پس اگر وہ اللہ کو یاد کرے گا تو پلٹ جائے گا، اور اگر اللہ کا ذکر بھول جائے گا تو اس کے دل کو نگل جائے گا، پس یہ ہے وہ " وسواس خناس".

اسی طرح ابی تمیمہ سے مروی حدیث شریف میں آیا ہے کہ:رسول اللہﷺ کی سواری‌پھسل گئی، تو میں نے کہا: (لعنت ہو شیطان پر) نامراد ہو شیطان! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کہو کہ: نامراد ہو شیطان!کیونکہ جب تم یہ کہو گے تو وہ خود کو بڑا محسوس کرے گا اور کہے گا: میں نے اسے اپنی طاقت سے قابو کیا،لیکن اگر تم کہو:بسم اللہ: خدا کے نام پر! اس صورت میں شیطان خود کو چھوٹا محسوس کرتا ہے، اور اس قدر کچلا جاتا ہے کہ وہ مکھی کی طرح ہوجاتا ہے".

ابن عباسؓ کہتے ہیں: "جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے دل میں وسواس ہوتے ہیں، جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو شیطان واپس چلا جاتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہوجائے تو وسوسہ ڈالتا ہے".

سورہ ناس میں خدا تعالیٰ کی تین صفات

سورۃ ناس میں خدا تعالیٰ کی تین عظیم صفات میں سے(ربوبیت، مالکیت اور الوہیت)بیان کی گئی ہیں، ان سب کا تعلق براہ راست انسان کی تعلیم اورا سے وسوسوں کے حملے سے بچانے سے ہے.

البتہ خدا کی پناہ لینے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ انسان صرف اپنی زبان سے کہے، بلکہ اپنی فکر،عقیدہ اور عمل کے ساتھ بھی شیطانی طریقوں سے، برے افکار اور پروپیگنڈے سے خدا کی پناہ لے، بری مجالس اور شیطانی حلقوں سے کنارہ کش ہوجائے، اور رحمانی افکار اور تبلیغ کی راہ پر گامزن رہے، ورنہ جس شخص نے عملا خود کو ان فتنوں کے طوفان سے دوچار کیا ہو وہ صرف اس سورت کو پڑھنے، اور ان الفاظ کے ادا کرنے سے کھبی بھی ان فتنوں سے نہیں پہنچ سکے گا.

"رب الناس"کہہ کر، انسان رب کی ربوبیت کو تسلیم کرتا ہے، اور خودکو اس کی سرپرستی میں رکھتا ہے.

"ملک الناس"کہہ کر اپنے آپ کو اس کی ملکیت سمجھتا ہے، اور اس کے حکم کا غلام بن جاتا ہے.

اور "الہ الناس" کہہ کر اس کی عبادت کی راہ میں قدم رکھتا ہے، اور اس کے علاوہ دوسروں کی عبادت سے پرہیز کرتا ہے، بلاشبہ جو

(c) ketabton.com: The Digital Library

شخص ان تینوں صفات پر یقین رکھتا ہے اور خود کو ان تینوں کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے وہ فتنہ انگیزوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔
در حقیقت یہ تین صفات تین اہم تعلیمی اسباق،تین روک تھام کے پروگرام اور فتنہ انگیزوں کے شر سے بچانے کے تین اہم ذرائع ہیں، گویا انسان کے لیے ان خطرات کے تحفظ کی ضمانت ہیں۔

اس سورت میں قابل بحث موضوعات

اس سورت میں قابل بحث موضوعات استعاذہ اور اللہ کی پناہ مانگنا۔

استغاثہ کی اقسام

استغاثہ کی دو قسمیں ہیں:

الف: اسباب اور چیزوں میں استغاثہ۔

اسباب کی دنیا میں استغاثہ کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور پر انسان ایک مشکل میں ہوتا ہے، تو اس حالت میں وہ ایسی مخلوق سے مدد مانگتا ہے جو مدد کرنے کی طاقت اور وسائل رکھتی ہے، یہ مدد اچھائی کرنے اور بُرائی سے بچنے دونوں معاملات میں مانگی جاسکتی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ۠ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۠"
ترجمہ: "اور نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو" (سورہ مائدہ:۲)۔

اسباب اور وسائل سے اوپر مدد طلب کرنا

مافوق الاسباب مدد مانگنا یہ ہے کہ انسان کسی کام کے کرنے پر قادر نہ ہو، اس لیے ایک مؤمن آدمی اللہ سے مدد مانگتا ہے، جیسے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم اسباب میں ایک لشکر تیار کیا اور جنگ بندی کی تیاری کی، لیکن ان کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے آپؐ نے بارگاہ الہیٰ سے اپنے لشکر کی فتح و نصرت کےلیے مدد طلب کی۔
" إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ۝٩ " (سورۃ الانفال:۹) ترجمہ: "جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کرلی کہ بے شک میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرنے والا ہوں، جو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ہیں"
صحیح مسلم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر نظر ڈالی جن کی تعداد ایک ہزار تھی، اور آپ ؐ کے ساتھی ۳۱۳ تھے، تو آپؐ نے قبلے کی طرف منہ کرکے ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو پکارا: "اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الإِسْلاَمِ لاَ تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ (حدیث

(c) ketabton.com: The Digital Library

شماره:۴۶۸۷ صحیح مسلم) ترجمہ: "اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے مجھے وہ عطا فرما، اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہوگی"۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک سائبان کے نیچے تشریف فرماتھے، فرمایا: اے خدا! میں چاہتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا کر ، خُدایا: اگر مؤمنوں کا یہ گروہ یہاں سے فناء ہوگیا تو روئے زمین پر کوئی اور تیرے اکیلے کی عبادت نہیں کرے گا"، اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے بہت اصرار کیا، کافی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہن کر باہر نکلے جب کہ آپ ؐ فرمارہے تھے، "سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ○۴۵ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ○۴۶"

یعنی: ان کی جماعت عنقریب شکست کھا جائے گی، اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، لیکن ان کا مقررہ وقت قیامت ہے، اور روز جزا اس سے بھی بڑی اور کڑوی آفت ہوگی۔

امام طبرانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک منافق تھا جو لوگوں کو اذیت پہنچاتا تھا، کچھ لوگوں نے کہا کہ ہمیں منافق کے خلاف مدد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استغاثہ مجھ سے کرنا جائز نہیں ہے، جا کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو (وروى الطبرانى بإسناده عن عبادة بن الصامت أنه كان فى زمان النبى - صلى الله عليه وسلم - منافق يؤذى المؤمنين، فقال بعضهم فقوموا بنا نستغيث برسول الله - صلى الله عليه وسلم - من هذا المنافق، فقال النبى - صلى الله عليه وسلم: (إنه لا يستغاث بى، وإنما يستغاث بالله)

استعاذہ (پناہ مانگنا)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگے، (فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ)، (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)

لہذا ایک مسلمان پناہ مانگتے وقت کہتا ہے: " اعوذ بالله من الشیطان الرجیم"، اللہ کے پیغمبر بھی اللہ کی پناہ مانگتے ہیں: "قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ" (سورہ بقرہ:۶۷) ترجمہ: "میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں اس سے کہ میں جاہلوں سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوجاؤں"، "وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ۝٢٠" (سورہ دخان :۲۶) ترجمہ: اور بے شک میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ پکڑتا ہوں، اس سے کہ تم مجھے سنگسار کردو"، "مَعَاذَ اللهِ" (سورہ یوسف:۲۳) ترجمہ: "اللہ کی پناہ"، "

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا۟ وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۝٢٣ " (سورہ اعراف:۲۳) ترجمہ: "انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے، ابراہیم علیہ السلام جوکہ انبیاء کرام کے باپ ہیں وہ بھی ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ کے دربار سے رجوع کرتے تھے، " ربنا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيداً لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ»(سورہ المائدہ/114)"

حضرت موسی علیہ السلام بھی بارگاہ الہی میں دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "وَقَالَ مُوسَى رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالاً فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّواْ عَن سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُواْ حَتَّى يَرَوُاْ الْعَذَابَ الأَلِيمَ" (سورہ یونس:۶۸)

مشرکین قریش کی پناہ مانگنے کی عادت

پیغمبر اسلام ﷺ سے پہلے کے زمانے میں ایسے لوگ تھے:

1 - جنات کی پناہ لیتے تھے: " وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا" (سورہ الجن/8) ترجمہ: اور یہ کہ بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انہوں نے ان(جنوں)کو سرکشی میں زیادہ کردیا۔

2 - بعض مشرکوں نے نیک لوگوں کے مجسموں کی پناہ لی، جیسے:لات، منات، ہبل وغیرہ ۔

3 - حبشہ کے بعض مشرکین نے درختوں کی پناہ لی، اسے باعث برکت سمجھتے تھے،"فعن أبي واقد الليثي قال: «خرجنا مع رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إلى حنين ونحن حدثاء عهد بكفر، وللمشركين سدرة (بیری کا درخت) يعكفون عندها وينوطون بها أسلحتهم، يقال لها ذات أنواط، فمررنا بسدرة، فقلنا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اجعل لنا ذات أنواط كما لهم ذات أنواط. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الله أكبر، إنها السنن، قلتم والذى نفسى بيده كما قالت بنو إسرائيل لموسى: اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا

(c) ketabton.com: The Digital Library

لَهُمۡ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ (سوره الأعراف: 138). لتركبن سنن من كان قبلكم " (سنن الترمذي تحت شماره (2180) اور اس حديث کو صحيح کہاہے .

4 - بعض نے موتیوں ، لاٹھیوں ،دھاگو، تاروں وغیرہ کی پناہ لی اور نظر بد سے بچنے کے لیے ان چیزوں کا استعمال کیا۔

5 - یہ تمام اسباق اس لیے ہیں کہ انسان مشکلات کے وقت اللہ کی پناہ لے، بی بی مریم جو ایک موحدہ اور یکتا پرست بیٹی تھی، فرشتے سے ملاقات کے وقت اسے نہیں پہنچاتی اور کہتی ہے: "قَالَتۡ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا"(سوره مریم:١٨)

ترجمہ:"مریم بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں "

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں پناہ لینے کی بجائے دوسروں کی پناہ لیں؟

جی ہاں!ایسے لوگ ہیں جو قرآنی عقیدہ نہیں رکھتے ،ان کے دلوں میں توحید جاگزین نہیں ہوا ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم خود مشرکین کے بارے میں کہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کی پناہ لیتے تھے، قرآن کریم کی آیات جنات کی زبانی ہمارے لیے اس طرح بیا ن کرتا ہے: "وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ يَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ‏"(سورة الجن)

ترجمہ:"اور یہ کہ بعض بنی آدم بعض جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے (اس سے) ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی"۔

وہ خود بیان کرتے ہیں کہ یہ اشخاص جو جنوں کی پناہ لیتے تھے، ان کی پریشانی میں اضافے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے تھے۔

ہمارے زمانے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو قسمت کا حال بتانے والے نجومیوں کے پاس جاتے اور ان کی پناہ لیتے ہیں،یا یہ کہ یہ جادوگر اور نجومی ان کو دوسروں کی پناہ دیتے ہیں جیسے:جنات کی اور ان کے تعویذوں میں جنات کے نام لکھتے ہیں،اور شیطان بھی جنات میں سے تھا، "اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ كَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ ؕ"(سوره کھف:٥٠)

اس لیے وہ ایک نئے انداز میں ان لوگوں کے افعال کو دہراتے ہیں جن کا ذکر قرآن نے برائی سے کیا ہے۔

آج بھی ایسے لوگ ہیں جو اشخاص کی پناہ لیتے ہیں، آپ پورا قرآن پڑھیں، قرآن کے کسی صفحے میں نہیں ہے کہ کسی پیغمبر نے کسی فرشتے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کی پناہ لی ہو،یا کسی پیغمبر نے اپنے پچھلے کسی پیغمبر کی پناہ لی ہو، یا قرآن کی کوئی آیت حکم دیتی ہو کہ اپنی مشکلات میں کسی شخص کی پناہ لے لو، لیکن بد قسمتی سے آج بہت لوگ ایسے ہیں جو اولیاء اللہ کی پناہ لیتے ہیں، یہ درست ہے کہ یہ لوگ عظیم ہستیاں ہیں،لیکن مصیبت کے وقت ان کی پناہ لینا جائز نہیں، تمام انبیاءؑ نے ہمیشہ خدا کی بارگاہ میں پناہ مانگی ہے، اگر ہم درد و تکلیف میں پناہ گاہ چاہتے ہیں تو صرف بارگاہ الٰہی سے رجوع کر کے انبیاءؑ کی طرح "ربنا" کہیں گے۔

انسان کے دو دشمن، انس اور جن، اور ان کا مقابلہ کرنا

علماء کہتے ہیں کہ: انسان کا دشمن دوسرا انسان یا انسان کا دشمن شیطان ہوسکتا ہے، ہمارے عظیم رب نے ہمیں دشمن سے لڑنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے حسن سلوک، برداشت، ترک انتقام اور حوصلہ جیسے نکات اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے۔
اور اگر اس حکمت عملی سے دشمن نہ رکے تو پھر جہاد اور قتال کا حکم فرمایا ہے،لیکن شیطان کی دشمنی کے مقابلہ کے لیے صرف استعاذہ اور اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا۔
ابن کثیر نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اس موضوع کے بارے میں قرآن کی تین آیات لکھی ہیں،جن میں ان دو دشمنوں کا تذکرہ کیا گیا ہے،کہ وہ انسانی دشمن ہیں اور ان سے دفاع کے لیے اچھے کردار، عدم انتقام کے ساتھ ساتھ حسن سلوک کی طرف رہنمائی کی ہے، اور شیطان دشمن کے مقابلے میں استعاذہ کی تلقین کی ہے۔
ابن کثیر کہتے ہیں:پورے قرآن میں یہی تین آیتیں اس موضوع کے بارے میں آئی ہیں،ایک تو یہ ہے: "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝١٩٩"(سورہ اعراف:۱۹۹) ترجمہ: "(ای محمد) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو"
پھر شیطان دشمن کے مقابلے میں کہا: "وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝٢٠٠"(سورہ اعراف:۲۰۰)
اور اس کا نتیجہ خدا کی پناہ مانگنا ہے، دوسری آیت میں انسانی دشمن کے علاج کے لیے فرمایا: "اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"(سورہ مؤمنون :۹۶)
یعنی:برائی کو اچھائی کے ذریعہ دفع کریں،پھر شیطان دشمن کے مقابلے میں فرمایا: "وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ۝٩٧ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن

(c) ketabton.com: The Digital Library

يَّحْضُرُوْنِ۝۹۸ "(سورة المؤمنون:۹۷،۹۸) ترجمہ: "اور تو کہہ اے میرے رب ! میں شیطانوں کے وسوسے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آموجود ہوں".

تیسری آیت میں انسانی دشمن سے دفاع کے لیے فرمایا: "اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۝۳۴"(سوره فصلت:۳۴) ترجمہ:تم برائی کو اچھائی سے دور کرو، اگر آپ لوگ ایسا کروگے تو دیکھو گے تمہارا دشمن تمہارا مخلص دوست بن جائے گا.

پھر شیطان دشمن کے مقابلے میں فرمایا: "وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ۝اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝۳۶ "(سوره فصلت:۳۶)

یہ وہی الفاظ ہیں جو سوره اعراف میں شیطان دشمن کو دور کرنے کے لیے آئے تھے، خلاصہ یہ ہے کہ اس سے مقابلہ کرنے کے لیے استعاذہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے، (ابن کثیر).

ان تینوں آیات میں دشمنان انسانی کے ساتھ عفو و درگذر اور حسن سلوک بتایا گیا ہے،کیونکہ فطرتا انسان ایسے ہی ہیں، اچھے سلوک اور احسان سے شکست کھا جاتے ہیں، اور جو اپنی صلاحتیں کھو چکے ہیں اور صرف شر النفس ہیں، ان کا علاج دوسری آیات میں جہاد و قتال کے ساتھ بتایا گیا ہے، کیونکہ وہ کھلے دشمن ہیں،ان کا کھلے عام مقابلہ کیا جاتا ہے، اس لیے ان کی طاقت کو شیطان ملعون کے برعکس جو کہ فطری طور پر برا ہے، اس پر عفو و درگذر کا کوئی اثر نہیں ہوتا ، جب تک کہ وہ اپنے شر سے باز نہ آجائے، اور نہ ہی اس کا مقابلہ جہاد سے کیا جاسکتا ہے، یہ دونوں قسم کے نرم اور گرم حرب صرف انسان دشمن کے خلاف استعمال کیے جاسکتے ہیں، شیطان کے خلاف استعمال نہیں کیے جاسکتے ، لہذا اس کا علاج صرف خدا سے پناہ مانگنے اور ذکر الہٰی میں مصروف رہنے سے ہی ممکن ہے، کہ پورے قرآن میں اس کی تلقین کی گئی ہے، اسی پر قرآن کریم کا اختتام ہوا ہے.

شیطان کو "خناس" کیوں کہا گیا؟

اہل لغت لفظ "خناس" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "خناس" صیغہ مبالغہ ہے"خنوس" کے مادہ سے لیا گیا ہے،جمع ہونے اور پیچھے ہٹنے کے معنی ہے، اس لیے "خناس" شیطان کا لقب پڑگیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے.

(c) ketabton.com: The Digital Library

علماء کہتے ہیں کہ:شیطان کو اس لیے"خناس" کا لقب دیا گیا کہ وہ ہمیشہ انسان کو وسوسہ کرتا رہتا ہے،اور جیسے ہی انسان اللہ تعالٰی کی یاد میں مشغول ہوجائے تو وہ خود کو چھپا لیتا ہے، اور جیسے ہی انسان اللہ تعالٰی کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے تو شیطان واپس حاضر ہوکر اپنی "خناسی" میں مصروف ہوجاتا ہے۔

خناسوں کا گروہ

اس بارے میں کہ"وسواس خناس" صرف ایک گروہ یا متعین افراد و اشخاص ہیں،یا کہ صرف انسانوں میں"خناس"موجود ہے، یا یہ گروہ جنات میں بھی سرگرم ہے؟ اس کے جواب میں یہ کہنا چاہیے کہ خناسوں کا گروہ صرف ایک گروہ یا ایک لباس میں موجود نہیں ہے، خناس جنوں اور انسانوں میں بکھرے ہوئے ہیں، ہر لباس ہر جماعت اور ہر گروہ میں پائے جاتے ہیں، اس گروہ کا مختلف اجتماعات میں اور مختلف لباسوں اور عناصر میں تقسیم ہونے کی حد ہم انسانوں کو سکھاتی ہے کہ ہم ان کی سازشوں اور پروپیگنڈے سے ہوشیار رہیں اور ان سب سے خدا کی پناہ مانگیں۔

شیطان اور انسان پر اس کا تسلط

انسان کے ذہن میں اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے عظیم رب نے ایسی مخلوق کیوں پیدا کی جو ابتداء پیدائش سے ہی انسان سے دشمنی رکھتی ہے، اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اس کے وجود کو ختم کیوں نہیں کرتا؟

اس سوال کے جواب میں قرآن کریم سورہ اعراف کی آیت "۲۷" میں بہت خوبصورت جواب دیتے ہوئے کہتا ہے، اگر کوئی کہے خدا ئے رحمن و رحیم نے کیسے ایک دشمن کو اس طاقت سے انسان پر غلبہ دیا، ایک ایسا دشمن جس کی طاقت کا کوئی توازن نہیں اور وہ جہاں چاہیے جاسکتا ہے بغیر اس کے اس کی موجودگی کا کوئی احساس کرے،حتٰی کہ بعض روایات کے مطابق انسان کے جسم کے اندر رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:ہم نے شیاطین کو بے ایمان افراد کا سر پرست بنایا ہے،"اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝۲۷

" یعنی: ان کو ہرگز ان لوگوں کے دل اور روح میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جو اس کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، یا دوسرے لفظوں میں مذکورہ بالا عبارت اس فہم کو واضح کرتی ہے کہ: پہلا قدم انسان اٹھاتاہے اور شیطان کو خود پر مسلط ہونے کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

اجازت یا موقع دیتا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ شیطان کوداخل ہونے کی اجازت دیتا ہے، اور انسان کے اس اقدام کے بعد شیطان داخل ہونے کا ذریعہ تلاش کرتا ہے، کہ خود کو انسانی روح کی حدوں تک پہنچا دے اور اس پر پوری طرح قبضہ کرلے۔
اس لیے جو لوگ شیطان کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے ، تو شیطان ایسے افراد پر غلبہ پانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔
ہمارا عظیم رب اس بارے میں فرماتا ہے: "إِنَّمَا سُلْطَٰنُهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُۥ وَٱلَّذِينَ هُم بِهِۦ مُشْرِكُونَ ۝١٠٠"(سورہ نحل:۱۰۰)ترجمہ: "شیطان ان لوگوں پر غلبہ رکھتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں، اور اس کو اپنا ولی بنا کر اس کی عبادت کرتے ہیں"
اسی طرح سورہ حجر: "۴۲" میں اس موضوع کو دوبارہ بیان فرماتے ہیں: "إِنَّ عِبَادِى لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ إِلَّا مَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ۝٤٢" ترجمہ: "تم میرے بندوں پر حکمرانی نہیں کرسکو گے سوائے ان گمراہوں کے جو تیری پیروی کرتے ہیں"
اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں شیطان اور اس کے چیلے نظر نہیں آتے ،لیکن باشعور اور بیدار لوگ جانتے ہیں کہ اگر وہ شیطان خناس کے وسوسوں سے لڑیں تو اس کے اثر و رسوخ کو روک سکتے ہیں۔

گمراہوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی

لغت میں "توبہ" اور "توب" بمعنی پلٹنے اور واپس ہونے کے ہیں۔
راغب ؒ اپنی "مفردات" میں لکھتے ہیں کہ: "توب" کا معنی ہے گناہ کو سب سے خوبصورت انداز میں چھوڑنا اور یہ معذرت کرنے کی بہترین شکل ہے، کیونکہ معذرت کرنے کی تین قسمیں ہیں:
یا معذرت خواہ شخص کہے:میں نے فلان کام نہیں کیا، یا کہے:میں نے وہ کام کیا ہے،لیکن اس کام کے کرنے سے میرا مقصد ایسا ویسا تھا، یا وہ کہتا ہے: میں نے ایسا کیا،لیکن میں نے برا کیا، اور میں اسے دوبارہ نہیں دہراؤں گا، آخری قسم کو شریعت میں توبہ کہا جاتا ہے۔
توبہ عربی لفظ ہے، جس کا معنی ہے گزرے ہوئے عمل پر پشیمان ہونا، اور ترک گناہ کا عزم کرنا، اور اعمال کی تلافی کرنا۔

محترم قارئین

جیسا کہ توبہ کے لفظی اور اصطلاحی مفہوم سے سمجھا جاسکتا ہے، توبہ دراصل دل کی ندامت ہے، یہ پچھتاوا اور پشیمانی نہ صرف دل کا ارادہ اور عزم ہے، بلکہ یہ عزم اور ارادہ انسان کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

عمل میں بھی ظاہر ہونا چاہیے، اور واضح کرنا چاہیے کہ اس معاملے میں سب سے اہم عمل فرائض کو انجام دینا اور محرمات کو چھوڑنا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارا عظیم رب اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو دل کی گہرائیوں سے اپنے برے عمل پر پشیمان ہو اور اس کی تلافی کا عزم کرے، قرآن کریم کہتا ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی گہرائیوں سے توبہ کرتے ہیں، اور اپنےعمل کی اصلاح کرتے ہیں، اللہ کی طرف سے ان کی توبہ قبول کی جائے گی، " اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا "(سورہ بقرہ آیت: ۱۶۰)

اس صورت میں اللہ تعالٰی اپنے فضل و کرم سے اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، توبہ قبول نہ کرنا یہ خدا کے مقصد کے خلاف ہے، اور اللہ تعالٰی ایسا نہیں کرتا۔

ہمارے عظیم رب نے توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا رکھا ہے، اگر اللہ نہ کرے توبہ کے دروازے بند ہوجائیں تو تکامل کامحرک ختم ہوجائے گا، انسان کو تباہی،مصائب اور آخر کار زوال اور عظیم مصبت کا سامنا کرنا پڑے گا، توبہ کے سوا انسان کی نجات کے لیے کوئی راستہ نہیں بچے گا۔

لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو ان تمام تر غیبات اور دعیدوں کے با وجود اپنی جہالت پر اڑے ہوئے ہیں، اور گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور وہ نہ صرف اپنے خالق کا انکار کرتے ہیں، بلکہ اپنی تمام شیطانی چالوں اور برائیوں کے ساتھ دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف رہتے ہیں، اور برے انداز سے شرک کی تبلیغ کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت سورہ نساء آیات:(۴۸ اور ۱۱۶) میں فرماتے ہیں: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا۝۴۸ "

ترجمہ: "یقینا خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے، اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے، اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان بندھا" اور پھر فرماتے ہیں: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۝۱۱۶ "

(c) ketabton.com: The Digital Library

ترجمہ: "یقینا خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخشش دیگا، اور جس نے خدا کے ساتھ شریک بنایا وہ راستے سے دور ہوجا پڑا"

مشرکین اور گمراہ لوگ دین اور اس کی خدمت کرنے والوں کے ساتھ دشمنی کو اپنی ذمہ داری بنا چکے ہیں ان کے منصوبوں میں فتنہ ،بغض اور دشمنی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، سب سے پہلے وہ دوسروں کو ستانے اور غیبت کرنے کے بجائے خود پر ظلم کرتے ہیں۔

اسلام کے مقدس دین کی ہدایت اور احکامات میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور پیشین گوئی کی گئی ہے کہ: ایسے لوگوں کی توبہ جو آیات اور احادیث نبوی میں تحریف کرتے ہیں، اور دینی عقائد کا انکار کرتے ہیں اور دین میں بدعت ایجاد کرتے ہیں، یا ان تمام لوگوں کی توبہ جو لوگوں کو گمراہ کرنے کا سبب بنتے ہیں قبول نہیں ہوتی۔

اس قسم کے لوگوں کے ساتھ خدا کا فضل شامل نہیں ہوتا اور فرعون کی طرح جہالت میں غرق اور خدا کے غضب میں گرفتار ہوتے ہیں۔

لیکن محترم قاری!اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گناہ جس قدر بھی ہو توبہ سے معاف ہوجاتا ہے،عمومی اور جامع معافی قرآن کریم کی ایک آیت کا اہم پیغام ہے: "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۵۳ "(زمر آیت:۵۳)

ترجمہ: "کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی؟ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ تعالٰی سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے"۔

مگر وہ لوگ جو یا تو حق کو نہیں سمجھتے اور اپنی جہالت اور کج روی کا شکار ہیں، یا جان بوجھ کر گمراہ ہیں، اور اپنی زبان و قلم سے دوسروں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں، ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اور آخر کار اس دنیا میں شرمندہ ہوں گے، اور آخرت میں جہنم میں ہوں گے اور ان پر خدا کی لعنت ہوگی۔

جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ، قرآن کریم مشرکین اور شرک کفر اور الحاد کی تبلیغ کرنے والوں کے بارے میں کہتا ہے کہ خدا تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے،لیکن شرک کے گناہ کو معاف نہیں کرتا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ۝" (سوره نسأ آیه:۱۱۶) ترجمہ:
"بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے"
متعدد علماء کرام کی رائے ہے کہ: توبہ کی آیات کے الفاظ میں عمومی مفہوم دیکھا جاسکتا ہے، ایک اصطلاح کے مطابق یہ تمام انسانوں کی حالت کو شامل ہے، اور شرک کو بھی احاطہ کرتی ہے، اور کہتے ہیں کہ اس حکم میں شرک بھی شامل ہے، جیسا کہ کہتا ہے: "وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ"(سورہ شوری:۲۵)
اس کے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ:یہ آیت اور دیگر آیات جن میں توبہ کے احکام شامل ہیں، ان میں شرک کے بھی معافی کا ذکر ہے، تو بہ کے نتیجے میں، شرک کو معاف نہ کرنے کا مطلب اس کی توبہ قبول نہ کرنا نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ بعض گناہ بغیر توبہ کے اللہ تعالٰی کی وسیع رحمت کے نتیجے میں، نیک اعمال کرنے اور کبیرہ گناہوں کو ترک کرنے جیسے طریقوں سے انہیں معاف کیا جائے گا،لیکن شرک کبھی بھی اس خصوصی رحمت کے دائرے میں شامل نہیں ہوتا، کیونکہ شرک پر رحمت الہٰی کے نزول کا کوئی راستہ نہیں، البتہ توبہ کی روشنی میں معاف ہونا ایک فطری امر ہے، وہ لوگ جو اسلام کی ابتداء میں دین اسلام کی طرف راغب ہوتے تھے،تو نبی ﷺ ان کا اسلام قبول کرتے تھے، حالانکہ پہلے وہ مشرک ہوتے تھے، اس لیے توبہ اور گناہ سے واپسی تمام گناہوں کو دھو ڈالے گی، حتی کہ شرک کو بھی۔

فرعون کی توبہ کیوں قبول نہ ہوئی

فرعون کی توبہ اس لیے قبول نہ ہوئی ، کیونکہ فرعون کا ایمان ہنگامی حالات اور مجبوری کے تحت تھا، یعنی جب فرعون ایک ایسی حالت میں پہنچ گیا ، جہاں سے نکلنا ناممکن تھا، اور دوسری طرف اس کے پاس اس سے فرار کا کوئی راستہ نہ تھا، اور اس کی موت یقینی تھی، لہٰذا اس کی توبہ اور پشیمانی اس کے کسی کام نہ آئی یہ ان تمام مجرموں، گنہگاروں اور گمراہوں کے حال اور قسمت کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان یا توبہ انہیں ہنگامی حالت میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قرآن عظیم ایک خاص خوبصورتی کے ساتھ بیان فرماتا ہے: "حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ۬ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۹۰"(سورہ یونس آیت:۹۰)

ترجمہ: "یہاں تک کہ جب اس کو غرق (کے عذاب)نے آپکڑا تو کہنے لگا میں ایمان لایا کہ جس(خدا) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں"۔

اس لیے خدا نے اسے مخاطب کرکے فرمایا: "آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۹۱"

ترجمہ: "(جواب ملا)کہ اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تو پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسد بنا رہا"

محترم قارئین:

یہ حکم فرعون کے لیے نہیں ہے،تو یہ قبول کرنے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ توبہ موت آنے سے پہلے کی جائے،جیسا کہ قرآن کریم کہتا ہے: "وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ"(سورہ نساء:۱۸)

ترجمہ: "اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو(ساری عمر) برے کام کرتے رہے، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آموجود ہو"۔

حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ عبادات میں شریعت کی بنیاد نقل پر ہے نہ کہ عقل پر،لیکن اس میں سادہ اور قابل فہم منطقی بات یہ ہے کہ بندے کے اختیار میں ہے، اگر اس نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے اور واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے، اور کوئی اچھا موقع نہیں ہے تو بے بسی سے آخری موقع پر توبہ کا انتخاب کرتا ہے، تو اس صورت میں منطقی بات بھی ایسی ہے کہ توبہ قبول نہ ہے۔

ایسی منطق اللہ تعالٰی کی رضا اور ارادہ کے سامنے باوجود تمام گناہوں کے ممکن ہے معافی کے مستحق قرار پائے، (ان شاء اللہ تعالٰی) البتہ یہ آیت ان آیات کے معانی سے متصادم نہیں ہے جو کہتی ہیں کہ آخری سانس تک توبہ قبول ہے۔

کیونکہ اس سے مراد وہ لمحات ہیں کہ اس نے ابھی تک موت کی قطعی نشانیاں نہیں دیکھی ہیں،یعنی عالم برزخ کو نہیں دیکھا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اے پروردگار!ہمیں سچے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور گمراہ ہونے سے بچا۔
جو شخص اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں حاضر و ناظر سمجھتا ہے اسے کبھی کفر نہیں کرنا چاہیے اور برائی اور فساد کا پر چار نہیں کرنا چاہیے، خدا کی ذات اس تمام فتنہ و فساد سے پاک ہے جو وہ دیکھتے ہیں، اور اس سلسلے میں مجرموں کو سب سے پہلے نقصان پہنچے گا اور اس سے پہلے کہ ان کو نقصان پہنچے، اچھے اعمال و افعال کی طرف رجوع کریں اس کا بہترین طریقہ اور اس قرآنی آیت کی مثال کے طور پر ہم انسانوں کے لیے اب عمل کرنا ممکن نہیں رہا، یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم پوری ایمانداری کے ساتھ دعا کریں اور اظہار کریں: "قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۲۳ "(سورہ اعراف:۲۳)

ترجمہ: "دونوں نے کہا اے ہمارے رب !ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقینا ہم ضرور خسارہ پانے والوں سے ہوجائیں گے"۔

شیطان خبیث

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَـكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۱۶۸"

ترجمہ: "اے لوگو! ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال، پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"
ماہر لسانیات کی اکثریت کا خیال ہے کہ "شیطان" عربی لفظ ہے، اور"شطن" کے مادہ سے مشتق ہے، "شطن" دور ہونے کے معنی میں ہے، اور سرکشی کرنے والا متمرد چاہیے انسان ہو یا جن یا جانور شیطان کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے، لیکن"شاطن" بہ معنی خبیث کے ہے، اور ابلیس اس کی اولاد(خاندان) اور اعوان(مددگاروں) کو سرکشی،عصیان اور خباثت، اور وسوسہ ڈالنے کی وجہ سے شیطان خبیث کہا گیا ہے۔
یہ لفظ قرآن پاک میں شیطان کے ساتھ تعاون کرنے والوں کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے،"وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ"(سورہ بقرہ:۱۴)(اور جب منافق اپنے شیاطین کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمارے ساتھ ہیں)

(c) ketabton.com: The Digital Library

یا جیسا کہ قرآن کریم سورہ انعام آیت نمبر "۱۱۲ " میں فرماتا ہے:
"وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ"(اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا)
"الشیطان"،الشیاطین" اور "شیطانا" قرآن عظیم کی مختلف سورتوں میں اس کا ذکر "۹۰" سے زیادہ مرتبہ آیا ہے،تمام مواقع میں شیطان انسان کا دشمن اور برا چاہنے والے کی حیثیت سے ذکر کیا گیا ہے۔
روایات میں مذکور ہے کہ:شیطان طنزیہ انداز میں کہتا ہے: پروردگار!تیرے بندے تجھ سے محبت کرتے ہیں،لیکن تیری نافرمانی بھی کرتے ہیں، اور اس کے برعکس مجھے اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں۔
کہتے ہیں کہ بدلے میں جواب دیا جائے گا: میں ان کی اس اطاعت کو جو تیری کرتے ہیں معاف کروں گا، اس دشمنی کی وجہ سے جو تیرے ساتھ رکھتے ہیں، اور میں ان کا ایمان قبول کرتا ہوں، اگر چہ انہوں نے میری اطاعت نہیں کی اس محبت کی وجہ سے جو وہ مجھ سے رکھتے ہیں۔

قرآن میں بعض شیطانی بری صفات

پہلی صفت: جو قرآن عظیم میں شیطان کے لیے بیان کی گئی ہے وہ در حقیقت انسان اور اس کی اولاد سے شیطان کی شدید دشمنی ہے،(اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ) "یقینا شیطان کی دشمنی انسا ن کے لیے عیاں ہے"(سورہ یوسف:۵)
دوسری صفت: جو کہ قرآن کریم میں شیطان کی بیان کی گئی ہے: وہ بہکاوا، اورشیطان کی گمراہ کن سازش ہے،(قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۝۸۲) "شیطان نے کہا: قسم ہے تیری عزت کی!کہ میں ضرور بالضرور ان سب کو گمراہ کردوں گا"(سورہ ص آیت:۸۲)
تیسری صفت: قرآن کریم میں جو شیطان کی بیان ہوئی ہے وہ تکبر اور غرور کی سب سے بری اور بدترین صفت ہے: "يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ۝ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۝۱۲۰" (شیطان ان سے جھوٹے وعدے کرتا ہے،خواہشات میں انہیں مشغول رکھتا ہے، انہیں دھوکہ اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں دیتا)(نساء:۱۲۰)

(c) ketabton.com: The Digital Library

اسی طرح : سورہ ابراہیم:۲۲)(حشر:۱۷-۱۶)(اسراء:۶۴-۶۵)،(انفال:۴۸) ملاحظہ کریں قرآن میں شیطان کا ایک نام "غرور " بھی بیان ہوا ہے "غرور "لفظ "غُرور" کا صیغہ مبالغہ ہے، اور دراصل اس کا اصلی معنی کوئی شخص یا کوئی ایسی چیز ہے جو بہت چالاک اور دھوکے باز ہو، "یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا۫ وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ "(سورہ فاطر:۵) "اے لوگو!یقینا اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہیں دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور کہیں وہ دھوکے باز تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا نہ دے جائے" (سورہ فاطر آیت:۵)۔اسی طرح سورہ لقمان آیت: "۳۳" میں۔

"یُنَادُوۡنَهُمۡ اَلَمۡ نَکُنۡ مَّعَکُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَلٰکِنَّکُمۡ فَتَنۡتُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ وَتَرَبَّصۡتُمۡ وَارۡتَبۡتُمۡ وَغَرَّتۡکُمُ الۡاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَغَرَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ۱۴" ترجمہ: "وہ انہیں آواز دیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں اور لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنے میں ڈالا اور تم انتظار کرتے رہے اور تم نے شک کیا اور(جھوٹی) آرزؤں نے تمہیں دھوکا دیا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا اور اس دغا باز نے تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا دیا"۔

اگر هم آدم علیه السلام کے واقعه میں شیطان کی چالوں اور فریبوں کا جائزہ لیں تو همیں معلوم هوگا که شیطان ماهر نفسیات کے طور پر اور انسانی جسم میں موجود دو طاقتور خواهشات پر هاتھ رکھ کر (ایک همیشه رهنے کی خواهش اور دوسری طاقت کی خواهش) اس نے اس سے جھوٹا وعدہ کیا اور اس کے غور فکر کے مرکز کو نشانه بنایا، "فَوَسۡوَسَ لَهُمَا الشَّیۡطٰنُ لِیُبۡدِیَ لَهُمَا مَا وٗرِیَ عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَا مَلَکَیۡنِ اَوۡ تَکُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِیۡنَ ۲۰ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیۡ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیۡنَ ۲۱" (سورہ اعراف: 21- 22)

ترجمه: پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسه ڈالا، تاکه ان کے لیے ظاهر کرے جو کچھ ان کی شرم گاهوں میں سے ان سے چھپایا گیاتھا اور اس نے کها تم دونوں کے رب نے تمهیں اس درخت سے منع نهیں کیا، مگر اس لیے که کهیں تم دونوں فرشتے بن جاؤ، یا همیشه رهنے والونمیں سے هوجاؤ".

"فَوَسۡوَسَ اِلَیۡهِ الشَّیۡطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ هَلۡ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡکٍ لَّا یَبۡلٰی ۱۲۰" (سوره طه : 120) ترجمه: پس شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا، کهنے لگا اے

(c) ketabton.com: The Digital Library

آدم ! کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور ایسی بادشاھی بتاؤں جو پرانی نہ ھو؟".

اور اس طرح خدا تعالی فرماتاھے : "فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ... وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۝۲۲ " (سوره اعراف : 22)

ترجمه: "پس اس نے دونوں کو دھوکے سے نیچے اتارلیا.... اور ان دونوں کو ان کے رب نے آواز دی کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا اور تم دونوں سے نہیں کھاکه شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ھے" .

چوتھی صفت: شیطان کی قرآن میں یه ھے که شیطان نے انسانوں کے اعمال کو انسانوں کی نظروں میں خوبصورت اور مزیّن دکھایاھے، اس طرح سے وه انسانوں کو راه راست اور حق کے راستے سے بھٹکانا اور منحرف کرنا چاھتاھے : " وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ۝۲۴" (سوره نمل: 24).

ترجمه: "اور شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال مزین کردیے ھیں، پس انھیں اصل راستے سے روک دیا ھے، پس وه هدایت نہیں پائے" .

پانچویں صفت: شیطان کی قرآن میں یه ھے که: شیطان همیشه لوگوں کو فحش اور گناه کا حکم دیتاھے : "اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ۝ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا۝ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝۲۶۸" (سوره بقره: 268) . ترجمه: "شیطان وعده دیتا ھے تم کو تنگدستی کا اور حکم کرتاھے بے حیائی کا اور الله تعالی وعده دیتاھے تم کو اپنی بخشش اور فضل کا اور الله تعالی بهت کشائش والاھے سب کچھ جانتاھے".

چھٹی صفت: شیطان کی قرآن میں یه ھے که: باوجود اس کے که شیطان مکار اور دھوکے باز ھے، لیکن اس کا مکر اور حیله کمزور ھے : "اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا " سوره نساء : 76) ترجمه: "بے شک شیطان کی چال همیشه نهایت کمزور رهی ھے" .

ساتویں صفت: شیطان کی قرآن مجید میں یه ھے که: شیطان بھولنے کا سبب بن جاتاھے:"فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ۝ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ" سوره کهف: 63) ترجمه :" بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے وه نهیں بھلائی مگر شیطان نے ".

"فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ" (سوره یوسف : 42) ترجمه: لیکن شیطان نے ان کا اپنے آقاسے ذکر کرنا بھلادیا".

(c) ketabton.com: The Digital Library

آٹھویں صفت: شیطان کی قرآن کریم میں یه ھے که : شیطان کی اولاد اور اس کی نسل کی پیدائش ھے: "اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۝ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا" سوره کهف: 50) ترجمه: " کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سواء دوست بناتے ھو ، حالانکه وه تمهارا دشمن ھے" .

نویں صفت : خود کو خیرخواه کے طور پر پیش کرنا: شیطان کی چالوں میں سے ایک یه ھے که وه انسان کے خیالات میں گھس جاتاھے اور اس طرح خود کو انسانوں کے لیے خیرخواه ظاھر کرتاھے، مثال کے طور پر ، شیطان کی چال آدم علیه السلام کے بارے میں تھی: "فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝٢٠ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝٢١" (سوره اعراف: 21- 22) ترجمه:

پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسه ڈالا، تاکه ان کے لیے ظاھر کرے جو کچھ ان کی شرم گاھوں میں سے ان سے چھپایا گیاتھا اور اس نے کھا تم دونوں کے رب نے تمھیں اس درخت سے منع نھیں کیا، مگر اس لیے که کھیں تم دونوں فرشتے بن جاؤ، یا ھمیشه رھنے والونمیں سے هوجاؤ".

"وسوس‌له" جملے میں حرف "لام" کے مطابق جو عمومًا فائدے کے لیے آتاھے ، اس سے یه معلوم هوتاھے که شیطان نے اپنے وسوسے میں آدم کے لیے مهربانی اور دوستی کا روپ اپنایاتھا، جب که جمله "وسوس‌الیه" میں ایسا کوئی معنی نھیں ھے، اس کا صرف کسی کے دل میں " مخفی طور پر داخل" هوناھے .

محترم قارئین :

دشمن پر بھروسه کرنا اور اس کی مسکراھٹوں ، وعدوں اور حمایتوں کی جال میں پھنس جانابھی ایک اور بڑی مصیبت ھے جس سے لوگوں کو هوشیار رھنا چاھیے، دشمن کو اس کی نشانیوں سے پهچاننا چاھیے، چاھے جس شکل میں بھی ھو، اور لوگوں کو اس کے رویے سے آگاه کیا جائے ، جو کبھی کبھی دوستی او ر مدد کی ظاھری شکل کے پیچھے چھپ جاتاھے.

اے پروردگار ! ھمیں شیطان مردود اور خبیث کے شر سے محفوظ رکھ ،
اے الله ! ھم شیطان کے شر سے تیری پناه مانگتے ھیں .

شیطان سے نمٹنے میں قرآن کریم کی هدایت و رھنمائی

(c) ketabton.com: The Digital Library

جیساکه هم پهلے بیان کرچکے هیں ، قرآن کریم نے متعدد آیات میں شیطان کو انسان کا واضح دشمن قرار دیاهے اور فرمایا: "اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ" ترجمه: شیطان انسان کا صریح دشمن هے " ایک اورتنبیه میں فرماتاهے: اے ابن آدم ! شیطان تمهیں دهوکه نه دے ، جس طرح اس نے تمهارے والدین کو جنت سے نکال دیا۔
قرآن عظیم انسان کو خبردار کرتاهے، او ر انسان کو همیشه خطرے سے آگاه کرتا، اور فرماتاهے: جو شخص خدا کی بجائے شیطان کو اپنا ولی اور سرپرست منتخب کرے گا وه صریح اور عظیم نقصان کا مرتکب هوگا۔
نیز شیطان کے پیروکاروں میں بارے قرآن کهتاهے: "میں ضرور تجه سے اور تیری پیروی کرنے والے بندوں سے جهنم کو بهردوں گا"۔
یهاں ایک سوال پیدا هوتاهے اور وه یه هے که تمام قرآنی تنبیهات کو مد نظر رکھتے هوئے اور شیطان خبیث کی خطرناک عزائم کے بارے میں انبیاء اور علماء کی تمام تنبیهات کے باوجود لوگ ان تنبیهات سے غافل کیوں هیں؟ اس کے جواب یہ هوسکتاهے که انسانوں کی اس غفلت کا خلاصه درج ذیل عوامل میں کیا جاسکتاهے :
پهلا عامل: انسانوں میں شیطان کا اثر اس قدر پوشیده اور خفیه منصوبه بندی کی تحت هے که انسان سمجهتاهے که اس نے خود هی فیصله کیاهے، او ر وه کسی کی دشمنی محسوس نهیں کرتا۔
دوسرا عامل: اس خطرناک دشمن کی پیروی کے فوری نتائج ، اس کا مطلب یه هے که اکثر لوگ جو شیطان اور نفس اماره کی پیروی کرتے هیں ، اتنی جلدی نهیں که انسان اس کا کڑوا ذئقه چکھ کر اس کا مقابله کرسکے ۔
تیسرا عامل: انتها پسندی هے، جس کے نتیجے میں لوگ مزاحمت کرنے کی صلاحیت سے محروم هوجاتے هیں ،
چوتها عامل: حیرت انگیز تنوع اور لچک هے، جو شیطان میں موجود هے، انسانوں پر اثر انداز هونے والے عوامل میں سے ایک شیطان کی منصوبے هیں ۔
یاد رهے که قرآن عظیم میں شیطان کو ا نسان کا واضح دشمن قرار دیاگیاهے۔

رب تعالی نے شیطان کو وسوسے کی اجازت کیوں دی ؟

اس سے پهلے که میں سوال کا جواب دوں، ذرا سا پیچهے جاکر واقعه کا قرآن عظیم کے نقطه نظر سے مختصرًا شروع سے آغاز کرتاهوں، جب شیطان نافرمانی کی وجه سے دربار الهٰی سے دهتکارا گیا، تو اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے اللہ تعالی سے مہلت مانگی، اللہ تعالی نے اسے ایک خاص مدت تک کے لیے اسے مہلت دی، تو شیطان نے مہلت پانے کی بعد کھاکه : وہ بنی آدم کوفتنے میں ڈالے گا، اور ان کو برے کاموں پر مجبور کرے گا، قرآن مجید نے سوره حجر کی آیت : (36 تا 40) اس بارے میں کھتاھے : "قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝۳۶ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَۙ ۝۳۷ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِیَنَّهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَۙ ۝۳۹ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ۝۴۰ "

ترجمه: "(اس نے) کہا کہ پروردگار مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ (مرنے کے بعد) زندہ کئے جائیں گے، فرمایا: تجھے مہلت دی جاتی ہے وقت مقرر(یعنی قیامت) کے دن تک، (اس نے) کہا پروردگا جیسا تونے مجھے رستے سے الگ کیاہے میں بھی زمین میں لوگوں کےلیے (گناہوں) کو آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا، ہاں! ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان پر قابو پانا مشکل ہے"۔

سوال کے جواب میں یه کهاجاسکتاھے : کہ خدا نے انسان کو پیدا کیا اور اسے اختیار اور انتخاب کی آزادی دی، تاکه انسان اچھائی اور برائی کے انتخاب میں آزاد هو، وہ چاہے تو انبیاء کے راستے پر چل کر ابدی سعادت حاصل کرسکے، اور اگر چاہے تو اور اپنے آپ کو خدا اور پیغمبر سے دور کر کے گناہ اور برائی کی طرف پلٹ سکتاھے۔

اس دوران اللہ تعالی نے انبیاء اور مقدس کتابیں بھیج کر انسان کو نیکی اور سعادت کی طرف دعوت دی تو انسان کو شر اور برائیوں کی طرف دعوت دینے والی قوت کا هونا بھی ضرورت تھی، تا که انسان کی آزادی ، اختیار اور انتخاب میں ضائع نه هو، اور وہ دورا هے پر کھڑے ہوکہ ، درست راستے کا انتخاب کر کے اپنا کمال ثابت کرے، مطلب یہ که یه امتحان اور انتخاب بندے کی ضرورت هے ۔

لهذا شیطان کے وسوسے نه صرف ایمان والوں کے لیے نقصان ده نهیں هیں ، بلکه یه ان کے تکامل اور ترقی کا سبب بنتے هیں، اور شیطان کے وسوسوں کے باوجود خدا کی راہ کا انتخاب بهت قیمتی هے، ایمان والے شیطان کے فتنوں سے لڑکر کمال کے اعلی درجے پر پهنچ جاتے هیں، بنیادی طور پر دشمن کی موجودگی انسان کو زیاده تیار اور مضبوط بناتی هے، اور اسے اپنے تمام امکانات کو بروئے کار لانے اور اپنے عزم پر ثابت قدم رهنے پر مجبور کرتی هے۔

اس کے ساتھ ساتھ یه بھی جان لیں کہ شیطان کے وسوسے زبردستی کی حد تک نهیں هیں، اور شیطان کبھی بھی کسی شخص کو گناہ کرنے پر مجبور

(c) ketabton.com: The Digital Library

نهیں کرسکتا اور نه هی اس کو اس بات کی اجازت هے، اس کا کام صرف وسوسه ڈالنا هے، ایک مؤمن شخص کے لیے اس کا مقابله کرنا مشکل نهیں هوگا، جب وه اس سے چند بار مقابله کرلے، جیساکه قرآن عظیم نے اس معاملے کو سوره نحل آیت :" 99 تا 100" میں اپنی خاص خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا هے: "إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝٩٩ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ ۝١٠٠" ترجمه: بے شک حقیقت یه هے که اس کا ان لوگوں پر کوئی غلبه نهیں جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسه رکھتے هیں، ان کا غلبه تو صرف ان لوگوں پر هے جو اس سے دوستی رکھتے هیں او رجو اس کی وجه سے شریک بنانے والے هیں".

اس کے علاوه ایک اور جگه قرآن کریم شیطان کی بات نقل کرتاهے که قیامت کے دن ان لوگوں کے جواب میں کهے گا جو اپنی گمراهی کا ذمه دار شیطان کو ٹھهرا تے هیں " وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۝ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۝" (سوره ابراهیم : 22) ترجمه: " اور میرا تم پر کوئی غلبه نه تها، سوائے اس کے که میں نے تمهیں بلایا تو تم نے فورًا میرا کهنا مان لیا، اب مجھے ملامت نه کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو".

مختصر یه که شیطان کا وسوسه اجباری اور الزامی نهیں هے، یه فتنه مؤمنوں کی ترقی او ر ارتقا کا باعث بهی هے .

آخرمیں دعا کرتاهوں

اے رب ! همیں شیطان مردود کے وسوسوں سے ، اس کے شیطانی ، خبیثانه اور ابلیسانه کاموں سے ، اور لوگوں کو گمراه کرنے والے مکار شیطا ن کے فریب سے :" الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝٥" اور خنّاس کی فتنه انگیزی کے شرسے اپنے حفظ و امان میں رکھ

اے رب ! هم شیطان خبیث کے شرسے تیری پناه مانگتے هیں ، اور بلند آواز سے اعلان کرتے هیں: "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝٤ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥" ترجمه: کهو میں پناه مانگتا هوں صبح کے رب کی، هر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی، اور اندهیری رات کے شر سے جب وه چھا جائے (۳)اور گروهوں میں پهونکنے والیوں کے شر سے(۴) اور حسدکرنے والے کے شر سے جب وه حسد کرے(۵).

(c) ketabton.com: The Digital Library

اے رب ! تو رحمان ، رحیم اور کریم ھے ، اپنے گنھگار بندوں سے اپنے فضل اور رحمت نہ روک ۔

شیطان کے وسوسےکو دور کرنا

درحقیقت فتنہ ایک خطرناک بیماری ھے ، اور یہ انسانوں کے لیے شیطان کی چالوں میں سے ایک ھے ، کہ شیطان اپنے وسوسوں سے لوگوں کومشکل میں ڈالنا چاھتاھے ، اس لیے خدانے اپنے نبی کو اس فتنہ سے خدا کی پناہ لینے کا حکم دیا اور اس معاملے پر مکمل سورت نازل فرمائی : " قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ۝۱ مَلِكِ النَّاسِۙ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِۙ۝۳ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَـنَّاسِ ۝۴ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِۙ۝۵ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ۝۶ " ۔

شیطان لوگوں کو آزماتاھے ، اور مؤمنوں کے معاملے میں سخت ھے، وسوسہ کا علاج دوچیزوں سے ھوتا ھے:

1 - مؤمن کو چاھیے کہ اس وسوسے کی طرف توجہ نہ کرے ، بلکہ عزم کے ساتھ اسے دفع کرے، کیونکہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ھے، اور اسے نقصان نھیں پھنچاتا۔

2 - وہ اللہ تعالی کے ذکر میں مشغول ھوجائے تو شیطان اس سے دور رھے گا، اس لیے کہ شیطان کے بارےمیں اللہ تعالی کا ارشاد ھے: "الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَـنَّاسِ " یعنی جب کوئی شخص اپنے رب کے ذکر سے غافل ھوجاتاھے تو شیطان اس کے پاس آتاھے اور اسے آزماتاھے ، جب بندہ اپنے رب کو یادکرتاھے تو شیطان اس سے دور رھتاھے ، سائل اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو میرا مشورہ یہ ھے کہ یہ دو کام کریں:

أ) وسوسہ پر توجہ نہ کریں اور اس سے متاثر نہ ھوں تو اللہ کے حکم سے وسوسہ دور ھوجائے گا ، کیونکہ جب بندہ اس کی طرف توجہ کرتاھے یا اس پر دھیان دیتاھے تو وسوسہ اضافہ ھوتاھے اور شیطان انسان پر غلبہ حاصل کرلیتاھے۔

ب) اللہ تعالی کے ذکر اور قرآن عظیم کی تلاوت میں کثرت سے مشغول رھے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے ، آیت الکرسی اور معوذتین (سورہ فلق اور ناس) کی تلاوت کرے اور مسلسل پڑھے ، اس عمل کے ساتھ اللہ کی حکم سے وسوسہ دور ھوجائے گا ۔

شیطان کا مکر بھت کمزور ھے

مندرجہ بالا پھلوؤں کو مد نظر رکھتے ھوئے یہ خیال نھیں کرنا چاھیے کہ شیطان کی طاقت مضبوط اور اس سے لڑنا بھت مشکل اور بھاری ھے ،

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس خیال سے متعلق خدا تعالی فرماتاھے: اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا" ترجمه: "بے شک شیطان کی چال همیشه نهایت کمزور رهی هے" (سوره نساء : 76) .

سوره نحل میں جهاں قرآن کی تلاوت کرتے هوئے مدد مانگنے کا حکم دیاگیاهے، اس کے ساتھ ساتھ یه بهی فرمایا که جن مؤمنوں نے خدا پر بهروسه کیاهے ، یعنی: خدا کی پناه مانگی هے ان پر شیطان کا تسلط نهیں هوگا، جیساکه فرماتاهے: "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۹۸ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۹۹ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝۱۰۰" سوره نحل " 98 تا 100).

ترجمه: اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے خدا کی پناه مانگ لیا کرو، بے شک حقیقت یه هے که اس کا ان لوگوں پر کوئی غلبه نهیں جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بهروسه رکھتے هیں، ان کا غلبه تو صرف ان لوگوں پر هے جو اس سے دوستی رکھتے هیں او رجو اس کی وجه سے شریک بنانے والے هیں".

استعاذه کے مسائل اور اس کے شرعی احکام کی تفصیل گذرچکی هے ملاحظه کی جائے.

الله تعالی نے قرآن پاک کا آغاز سوره مبارکه فاتحه سے کیا هے، که حمد وثناء کے بعد اس کا خلاصه یه هے که الله سے مدد طلب کرنا اور صراط مستقیم پر چلنا، مدد الهی اور صراط مستقیم ایسی دوچیزیں هیں که ان میں انسان کے دین اور دنیا کی کامیابی پوشیده هے ، لیکن ان دونوں چیزوں کو حاصل کرنے اور پهر ان کو استعمال کرنے میں شیطان کے مکر و فریب اور وسوسے کی جال قدم قدم پربچها هواهے ، چنانچه الله تعالی نے قرآن کریم کو اس جال کے منصوبے کو پاش پاش کرنے پر ختم کیا جوکه استعاذه هے .

محترم قارئین :

ام المؤمنین حضرت عائشه رضی الله عنها فرماتی هیں که جب بهی رسول الله صلی الله علیه وسلم بسترپه جاتے ، دونوں هتهیلیاں ملاکر سوره اخلاص اور معوذتین پڑھتے ، پهر هاتھ کے دونوں هتهیلیوں سے سر، چهر ه اور جسم کے دیگر حصوں کو مسح کرتے، اور اسی طرح تینوں سورتوں کو تین بار پڑھتے .

(c) ketabton.com: The Digital Library

(اهل سنن کی روایت کی مطابق)اللهم اجعلنا من المخلصين فی أعمالنا وادفع عنا أذی شياطين الإنس والجن و أبعد عنا شر الموسوسين وقنا عذاب جهنم و لا تفضحنا يوم العرض و الدين.

«سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ «180» وَ سَلامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِينَ «181» وَ الۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ «182" ترجمه: پاک هے تیرا رب ، عزت کا رب، ان باتوں سے جو وه بیان کرتے هیں ، اور سلام ان پر جو بهیجے گئے ، اور سب تعریف الله کے لیے هے، جو تمام جهانوں کا رب هے".

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك انت التواب الرحيم.

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد.

سبحانك اللَّهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك. اللهم اجعل القرآن حجة لنا ولا تجعله حجة علينا برحمتك يا أرحم الراحمين.

یا الها! هم سے اپنے کلام کا ترجمه اور تفسیر قبول فرما اور اسے همارے نیک اعمال میں شمار فرما، قرآن کو هماری زندگیوں کا رهنما بنا .

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبی الكريم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library